پندرہ روزہ
تعمیرِ حیات
لکھنؤ

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں ——— ✵ ——— سو بار ہوئی حضرتِ انساں کی قبا چاک

تاریخِ امم کا یہ پیامِ ازلی ہے

صاحب نظراں نشۂ قوت ہے خطرناک

اس سیلِ سبک سیر و زمیں گیر کے آگے

عقل و نظر و علم و ہنر ہیں خس و خاشاک

(اقبالؔ)

”جس شاخ پر ہم نے نشیمن بنایا ہے آج ہم اسی پر آری چلا رہے ہیں۔“

”سیاسی پارٹیوں کے سامنے صرف ایک حقیقت رہ گئی ہے کہ الیکشن کس طرح جیتا جائے!“

(اسلامک ایجوکیشن ... الہ آباد کے زیرِ اہتمام ایک عظیم الشان جلسے سے جس میں الہ آباد کے تعلیم یافتہ مسلم اور غیر مسلم حضرات، عالی کورٹ کے جج صاحبان، وکلاء، ڈاکٹر اور سیاسی اور سماجی رہنما جمع تھے، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے خطاب کی دوسری اور آخری قسط۔) (مرتب: سید احمد اللہ آبادی شمیم ندوی)

سیاسی پارٹیوں کے سامنے صرف ایک حقیقت:

ہماری سیاسی پارٹیوں کے سامنے صرف ایک حقیقت رہ گئی ہے کہ الیکشن کس طرح جیتا جائے اور اپنی پارٹی کو کس طرح برسرِ اقتدار لایا جائے، کس طرح حکومت کے وسائل پر قبضہ کیا جائے، اور جیسا کہ میں نے اس سے پہلے ایک جلسہ میں کہا تھا کہ اس سے کوئی بیزاری اور شکایت نہیں [illegible]

[illegible]

ہو اور نہ کوئی ماضی ہو اور نہ کوئی تہذیب ہو اور نہ روایات ہوں، ہمارا ملک تو قدیم تاریخی ملک ہے، ایک شاندار وسیع ادب و تمدن کا ملک ہے، اس نے علمی دنیا میں بہت بڑے بڑے فلسفی و مفکر پیدا کئے، بڑے بڑے رشی اور منی پیدا کئے، مسلمانوں میں بھی اور ہمارے ہندو بھائیوں میں بھی ایسے ایسے لوگ پیدا ہوئے [illegible]

کشتی ڈوبی تو ہم کہاں جائیں گے؟

[illegible]

کہاں جاؤ گے؟

[illegible]

"اس ملک میں کوئی ایسی جماعت اور کوئی ایسا گروہ نہیں جو اس صورتحال سے بے چین ہو جائے اور اسکی راتوں کی نیند اُڑ جائے"

کہاں جائیں گے، افغانستان اور ایران کا سوال ہی نہیں، پاکستان کا بھی [illegible] نہیں اس کا پیالہ تو بھر چکا لبریز ہو چکا، اس کا پیالہ چھوٹا تھا اور وہ بھر گیا۔ اب سیاسی پارٹیوں اور یہاں کے باشندوں نے کیا سوچا ہے کہ اگر یہ ملک تباہ ہو گیا تو ان کا کیا ہوگا؟ [illegible] کی حقیقت ہی کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے تعلقات باہر کے ملکوں سے کہاں بہت اچھے ہیں۔ وہ [illegible] کو جو آپ لوگوں نے یہاں سے نکال دیا تھا تو آپ کس امید پر وہاں جائیں گے؟ تو کہیں آنے جانے کا سوال ہی نہیں، آپ کو، ہم کو، سب کو یہیں رہنا ہے۔ لیکن اس ملک کی بربادی آپ کیوں نہیں سوچتے کہ یہ ملک برباد ہو رہا ہے۔

دو طاقتیں:

لیکن دو چیزیں ایسی پائی جاتی ہیں جو آدمی کو مرنے سے روکتی ہیں۔ ایک تو وہ چیز جس پر [illegible] عقیدہ ہے وہ مذہب ہے اور مذہب کی تعلیم یعنی خدا کا خوف، مرنے کا خیال اور خدا کے سامنے حساب و کتاب پیش کرنے کا خیال اور قبر کی منزل اور اس کا اندھیرا اور پل صراط اور میدان حشر، اصل طاقت تو اس میں ہے اگر یہ بات ہو تو اس طرح کے واقعات پیش آئیں گے جیسا کہ آپ نے سنا ہوگا ایک شخص کو [illegible] قیمت کئی لاکھ روپے کی جواہرات میں سے کوئی چیز ملی، شہنشاہ ایران کا مرصع تاج ملا جسے وہ اپنے دامن کے اندر چھپا کر لے جا رہا تھا، تاکہ اپنے کمانڈر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے سامنے پیش کرے اور لے جا کر ان کے سامنے پیش کر دیا، امیر لشکر نے [illegible] سر سے پاؤں تک دیکھا کہ خدا کے ایسے بھی آدمی پائے جاتے ہیں کہ وہ خود رکھنے کے بجائے یہاں لے آیا! خیر یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے وہ زمانہ بڑی خیر و برکت والا تھا اور رسول اللہ کو دنیا سے تشریف لے گئے ابھی تھوڑا عرصہ گذرا تھا لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ جب انہوں نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے جس کے خیال سے یہ کام کیا ہے وہ میرا نام جانتا ہے آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے یہ کہہ کر سلام کیا اور چل دیا، یہ واقعات اس عقیدہ کے نتیجہ میں پیش آئے ہیں۔

آپ نے سنا ہوگا کہ حضرت عمرؓ نے اعلان کیا کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے، وہ گشت کر رہے تھے راستے میں ایک مکان سے گذرے تو انہوں نے سنا کہ ایک عورت کہہ رہی ہے "ارے بیٹی دیکھ اجالا ہونے والا ہے دودھ میں پانی ملانے کی کارروائی کر" اس لڑکی نے جواب دیا کہ امی کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ امیر المؤمنین نے اعلان کیا ہے اور ان کا یہ آرڈر ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔ ماں نے جواب دیا کہ بیٹی اس وقت کون دیکھ رہا ہے، تو بچی نے کہا کہ امیر المؤمنین نہیں دیکھ رہے ہیں تو خدا تو دیکھ رہا ہے۔

تو اصل طاقت تو اس عقیدہ سے ہی ہے، لیکن ایک دوسری طاقت بھی ہے، کوشش تو یہ کرنی چاہیئے کہ مسلمانوں میں یہ عقیدہ پیدا ہو جس کا ذکر میں کر چکا ہوں اور ہمارے ہندو بھائیوں میں بھی یہ عقیدہ پیدا ہو کہ خدا کوئی چیز ہے وہ دیکھتا ہے۔

دوسری چیز جس کو یورپ نے اسکی ایک [illegible] کی حیثیت سے ایک بدل کی حیثیت سے اپنایا ہے وہ ہے حب الوطنی Patriotism یعنی محبت اپنے ملک اور یہاں کے باشندے وطن سے حقیقی تعلق ہو، ایک ایسا خیال ہے جسے سب نے قبول کیا ہے، یہ ملک ہمارا ہے اس میں کوئی غلط کارروائی نہیں ہونی چاہیئے۔ اس ملک میں کرپشن نہیں ہونا چاہیئے اس سے ملک کو نقصان پہنچے گا، اس ملک میں نہیں ہو سکتا کہ استحقاق و [illegible] Favour اور Merit [illegible] کو معیار ہو، اور ہم ترقی کس اور کو دیں، یہ نہیں ہو سکتا اس سے حکومت اور سوسائٹی کا نظام درہم برہم ہوتا ہے۔ یہ بہت اچھا خیال ہے اور اس مذہبی عقیدے کے مقابلے میں کمزور ہیں اتنی مضبوط اور گہری نہیں ہیں لیکن بہرحال یہ بھی مفید چیز ہے یورپ کا یہی خیال اور عمل سے تعلق رہا ہے یقیناً آپ میں کی حضرات ایسے ہوں گے جنہوں نے یورپ کا سفر کیا ہوگا وہ جانتے ہیں کہ یورپ میں کوئی چیز آپ کہیں چھوڑ دیں [illegible] Lost Property کے لئے ایک جگہ ہے وہاں تمام گمشدہ چیزیں مل جاتی ہیں اسکی ایک فیس مقرر ہے وہ آپ کو دینی ہوگی مثلاً اگر آپ [illegible] کہیں بھول گئے ہیں تو وہ آپ کو وہیں مل جائیگا اس طرح کے واقعات وہاں روزمرہ ہوتے رہتے ہیں۔ یورپ کے عوام کوئی بہت بڑے صوم و صلوٰۃ کے پابند نہیں ہیں اور نہ وہ [illegible] لوگ ہیں اور نہ سچے عیسائی ہیں، لیکن انہوں نے ایک اصولی چیز [illegible] تسلیم کر لیا ہے اس وجہ سے ملک کی حیثیت [illegible] کے باوجود اپنے محور پر رکا ہوا ہے [illegible] کہ بلا رشوت دیئے کوئی کام ہو جاتا ہو، ہمارے یہاں تو رشوت کی مقدار فیسوں کے نام سے مقرر ہے آپ کہیں جائیں کام کی نوعیت کے اعتبار سے کم و بیش یہ فیس آپ کو دینی ہوگی، رشوت یہاں ایک کاروبار بن گیا ہے۔ یورپ میں یہ باتیں نہیں ہیں، وہاں اور بہت سی خرابیاں ہیں، وہاں بہت گندے ہوتے ہیں، جو ہونا چاہیئے وہ ہوتا ہے، وہاں عیش و عشرت کی فراوانی ہے لیکن حکومت کے ضوابط و قوانین اور کیریکٹر کے حدود [illegible] کی وہ پوری پابندی کرتے ہیں۔

[illegible]:

اب آپ ہی بتایئے کہ اگر کسی ملک میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں، نہ تو مذہبی عقیدہ، کیونکہ اسکی طاقت ختم ہو چکی خواہ کسی وجہ سے ہو جیسا اسکی تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتا ہوں کہ اسکی ذمہ داری ہم پر اور دوسرے گروہ پر بھی ہے ہم نے اس عقیدہ کو مضبوط بنانے کی منظم کوشش نہ کی، اسکو پانی ہم نے نہیں پہنچایا، اسمیں ہمارے مذہبی گروہ کی بہت بڑی کمزوری ہے اب کچھ لوگ کوشش کر رہے ہیں اسی طرح ہمارے غیر مسلم بھائیوں میں بھی پوری کوشش نہیں ہوئی، بہرحال اس طرح کی کوئی کوشش نہیں ہوئی جس سے مذہب کی جڑیں مضبوط ہوں مستحکم ہوں۔

اور دوسری طرف یہ حب الوطنی شاید ہمارے یہاں پیدا ہی نہیں ہوئی، اخلاقی تربیت کا جو زمانہ تھا وہ تو انگریزوں سے لڑنے میں گذر گیا اور اسکے بعد آزادی و حکومت سے فائدہ اٹھانے کا آیا، [illegible] وہ جس میں ہر قوم کو تیار کرتی ہیں NATION کو تیار کرتے، سوسائٹی کو تیار کرتے وہ ہم نہیں کر سکے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے یہاں یہ حب الوطنی نہیں پائی جاتی ہے، کوئی شخص کسی غلط کام سے اسلئے نہیں رکتا کہ اس سے ہندوستان کو نقصان ہوگا [illegible] ہے لیکن ناکام [illegible] ہے [illegible] ضروری [illegible] چاہیئے وہ نہیں ہو پاتی، ملک کا پیسہ برباد ہو رہا ہے، وقت برباد ہو رہا ہے، میں آپ کے سامنے اسکی مثالیں دے سکتا ہوں لیکن وقت [illegible] نہیں ہے حالت یہ ہو گئی ہے کہ دو دنوں میں جو کام ہو سکتا ہے [illegible] مہینے لگ جاتے ہیں، [illegible] کام نہیں کرتے، دفتروں میں [illegible] ہاتھ پر ہاتھ دھرے [illegible] دیر میں آتے ہیں اور جلد چلے جاتے ہیں [illegible] کو اس ملک سے [illegible] اور تنگی نہیں ہے جس قوم کو آپ دیکھیں، دوسری جنگ [illegible] جب [illegible] کی آنکھیں کھلی [illegible] انہوں نے [illegible] جرمن قوم کی [illegible]

میں اس لئے کہ میں قوم [illegible] کی مستحق ہے کہ ایک ہمارا ملک [illegible] سال آزادی کے ہو گئے مگر جو چیز یہاں تھی وہ یہی ہے [illegible] کسی بات کی [illegible] عجیب ہے۔

دولت پیدا کرنے کا جنون سوار ہے [illegible] ہیں اور سب کی توجہ حکومت پر ہے، پارٹی پالیٹکس پر ہے، [illegible] درست کرنے پر کسی کی توجہ نہیں ہے۔ آج ہمارے [illegible] ہر وقت جوڑ توڑ میں لگا رہتا ہے، دوسرے ملکوں کے ساتھ بھی جوڑ توڑ میں اور اپنی پارٹی کے اندر بھی جوڑ توڑ میں، اور دوسری سیاسی پارٹیوں کو بھی توڑنے اور [illegible] میں مصروف [illegible] اخلاقی قدروں اور نظام تعلیم کے درست کرنے پر کوئی توجہ نہیں [illegible] کو ان کی ضروریات پیدا کرنے پر اور انہیں [illegible] کیا جاتا ہے، قوم کا اپنے ملک اور مستقبل پر اعتماد بحال ہونا ضروری ہے، ہر شخص اپنے مستقبل سے مایوس ہو رہا ہے، اپنے ملک سے مایوس ہو رہا ہے، اور نتیجہ یہ ہے کہ [illegible] پاس وسائل ہیں وہ [illegible] اور پیسہ پیدا کرتے ہیں [illegible] پیدا کرنا جرم نہیں مگر دولت کا جنون سوار ہو جانا یہ بات [illegible]

ایک تحریک کی ضرورت:

دوسری بات جو بہت خطرناک ہے وہ یہ ہے کہ اس ملک میں کوئی جماعت اور کوئی گروہ ایسا نہیں ہے جو اس صورتحال سے بے چین ہو جائے اور اسکی راتوں کی نیند اڑ جائے۔ اس صورتحال کو ناپسند کرنے والے اس ملک میں لاکھوں ہیں مگر اس سے [illegible] والا ایک بھی نہیں ہے، [illegible] اور بے حسی بڑی خطرناک ہے [illegible] ملکوں کو [illegible] کر دیا [illegible] پیدا ہوئے انہوں نے پورے ملک [illegible] ایک جماعت [illegible] ہوئی اس نے ملک کا نقشہ درست کر دیا [illegible] لیکن یہاں اسکے کوئی آثار اس وقت نظر نہیں آ رہے ہیں [illegible] کوئی تنظیم، کوئی ادارہ، کوئی [illegible] یہاں تک کہ اکثریت والوں کی کوئی جماعت، مسلمانوں میں، ہمارے ہندو بھائیوں میں ایسی پیدا نہیں ہوئی جو اس نازک صورتحال کے مقابلے میں [illegible] آ رہا ہو [illegible] امید تھی [illegible] کی ضرورت [illegible] ہے لیکن اس ملک پر [illegible] اس وقت [illegible] اس کا مداوا اور اس کا علاج [illegible] فرقہ وارانہ فسادات میں [illegible] حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے، حکومت [illegible] کوشش [illegible] اس میں کامیاب نہیں ہو رہی ہے۔

اس لئے سب سے زیادہ تشویش کی بات یہ ہے کہ اس پریشانی کی [illegible] صورتحال کا مقابلہ کرنے والا کوئی نظر نہیں آ رہا ہے، ملک کے [illegible] ہیں، اعلیٰ تعلیم گاہیں ہیں ACADOMIES بھی ہیں اور ریسرچ بھی ہو رہا ہے شعر و شاعری بھی ہو رہی ہے [illegible] کتابیں شائع ہو رہی ہیں [illegible] سارے ملک پر چھائی ہوئی ہے لیکن اگر کوئی کام نہیں ہو رہا ہے تو وہ اخلاق درست کرنے والا کام ہے، [illegible] انسانوں میں محبت پیدا کرنے والا کام ہے۔

(بقیہ [illegible])

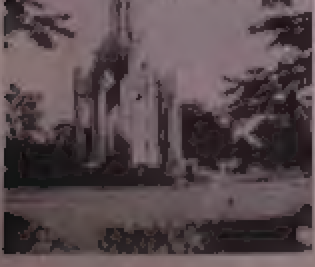

پندرہ روزہ

تعمیر حیات لکھنؤ

فی پرچہ ۳۵ پیسے

شعبۂ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد ۱۰ | ۱۰ جولائی ۱۹۷۳ء — ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۳ھ | شمارہ ۱۷

اسحاق جلیس ندوی

پوشیدہ قرار میں اجل ہے

رواں دواں زندگی اور متحرک، قیام و قرار میں شبنم کی ٹھنڈک اور آگ کی تپش، حرکت کی سیاہی اور [illegible] گردش سے کیسی نمایاں تضاد ہے، وہی فرد اور وہی قوم زمانہ کے مرکب کی بجائے راکب کا مقام حاصل کرتی ہے، جو دائم قرار کو تج کر پیہم عمل کو اپنی زندگی کا اصول بناتی ہے۔ وہی قوم کامیابی سے ہمکنار اور ترقی کی بلندی سے بہرہ ور ہوتی ہے جو دفاع کی بجائے اقدامی پوزیشن پر اپنے کو فائز کرتی ہے۔ ملت اسلامیہ کی تاریخ میں عروج و زوال اور نشیب و فراز کے جو ادوار ہمیں نظر آتے ہیں وہ ان دو لفظوں کی تفسیر ہیں، عمل اور بے عملی۔

پہلی صدی ہجری کی ہمہ گیر کامیابی اور روز افزوں کامرانی، شب و روز حرکت، اپنے مقصد سے عشق، اپنے مولیٰ کی فرمانبرداری، اور اپنے نبی کی سراپا اطاعت کا ثمرہ تھی۔ دنیا کی محدود زندگی کا ایک ایک لمحہ دین حق کی سرفرازی، دعوت حق کی اشاعت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے مقصد کی خاطر نکلنے والوں نے بحر و بر پر اپنی کامیابی کے پرچم لہرائے اور اس کرۂ زمین پر جہاں تک ان کی رسائی ممکن تھی وہاں تک اپنی دعوت پہنچا دی۔ ان میں سے حضرت عقبہ کی [illegible] ختم ہو جانے کے بعد ساحل سمندر پر حسرت سے یہ کہا کہ "اے اللہ جہاں تک ہمارے قدم اور ہمارے گھوڑوں کے سم پہنچ سکتے تھے وہاں تک ہم نے تیرے دین کا پیام پہنچا دیا، اگر زمین کی خشکی افق کے آخری سرے تک ہوتی تو ہم وہاں تک پہنچ کر تیرے دین کی تبلیغ کرتے۔"

ان بہادر سر فروش مجاہدین جیسے بعض نے دریا میں گھوڑے ڈال دئیے اور یقین کے ساتھ کہ وہ انھیں نہیں ڈبونے گا کیونکہ ان کا مقصد وہی مالک کائنات کے نزدیک پانی کی طبعی خاصیت کے ظہور و عمل سے زیادہ ہے، اور واقعی مشیت نے انکے اس جذبہ صادق اور یقین کامل کی لاج رکھ لی، پانی اپنی طبعی خاصیت کو بھول گیا اور وہ پار لگ گئے۔ یقین کے ساتھ عمل پیہم جہد مسلسل محبت اور اپنی زندگی کے متعین مقصد سے محبت کا دوسرا نام عروج و کامرانی ہے۔ اسکا ظہور فرد کی زندگی میں بھی ہوتا ہے اور قوموں کی حیات میں بھی۔

لیکن جب کوئی فرد یا قوم "ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا" ہو تو اسکا نتیجہ بجز ذلت و نکبت، شکست و زوال اور محکومی و غلامی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔؟

قافلۂ ملت پہلی صدی ہجری کی برق رفتاری کے بعد [illegible] سست روی کا شکار ہوتا چلا گیا۔ اسلاف کے کارنامہ پر فخر کرتے ہوئے بستر پر استراحت [illegible] کی اس منزل تک ہمیں پہنچا دیا جہاں نظر آ۔

"گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی"

کاہلی، غیر ذمہ داری، ہمت سے بے توجہی اور خود غرضی کا مرض ایسا عام ہو چکا ہے کہ ہر شعبۂ زندگی اس سے متاثر ہے، مسلم حکومتوں کی پسماندگی، اور کمزوری، سیاسی تنظیموں کی بے اثری، تعلیمی اور سماجی اداروں کا انحطاط سب کا ایک ہی سبب ہے کہ وہ افراد میسر نہیں جنہیں مقصد کے لئے جان کی بازی لگانے سے دریغ نہ ہو، محنت و جدوجہد جن کے مزاج اور خمیر میں سرایت کر چکا ہو، خلوص اور احساس ذمہ داری جنکی عادت ثانیہ بن چکی ہو اور جو میدان جنگ کے سپاہی کی طرح [illegible] ذہنی جوش عمل اور جذبہ سر فروشی سے سرشار ہوں، جس لمحہ یہ احساس پیدا ہو گا اور اس عمل سے ہم رنگ و ہم آہنگ کیا جائیگا اسی لمحہ سے ملت کے شب و روز بدلتے چلے جائیں گے مکومتوں کا نظم و انتظام مثالی ہو گا، ادارے رفتار ترقی کی منزلیں طے کریں گے اور دنیا کے لئے نمونہ بن جائیں گے، دینی، تعلیمی، سماجی، سیاسی، علمی اور فنی میدان میں ہم ما [illegible] ہوں گے اور دنیا [illegible] ہوں گے اور دنیا پیرو — قوموں کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ:

"جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں"

ہماری جہد و سرمایۂ زندگی میں [illegible] کیا ستم ہے [illegible] ٹھہر گئے ہیں تو اسلام شکل و اعمال ہے کہ ہمارا وجود بے قرار ہے — [illegible] خواب خرگوش میں مبتلا ہے،

مرحوم محمد رضا، اسلامی تعلیم اور ترقی کے ساتھ ہمارا وجود صرف اللہ کے مشیت کا مرہون منت ہے ورنہ اللہ تو اس امت کے وجود و بقا کو عزیز رکھتا ہے

ایران و صدور وہ سب مٹ گئے جہاں سے — اب تک مگر ہے باقی نام و نشان ہمارا

لیکن جہد و عمل کی روح سے محروم ہوتی جا رہی ہے اسکی فکر اور اس کا احساس خدا کرے کہ ہر فرد میں پیدا ہو جائے۔ سمارا حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز — از خواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز

از خواب گراں خیز

ایک عالی دماغ نہ رہا

مغربی استعمار نے عالم اسلام کو پارہ پارہ کرنے اور مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کرنے کے لئے جو ہتھکنڈے استعمال کئے ان میں سب سے موثر قوم پرستی کی تحریک تھی، پہلی جنگ عظیم میں سلطنت عثمانیہ کی شکست میدان جنگ میں انگریزوں کی شجاعت کا نتیجہ نہ تھی، بلکہ قوم پرستی کی اس تحریک کا اثر تھا جس نے ترکوں سے انکے دینی بھائیوں عربوں کو جدا کر دیا۔ [illegible] سفید ہو یا زرد و سیاہ ہو یا سرخ، مغرب ہو یا مشرق اس کا ایک ہی موثر ہتھیار اور کامیاب حربہ ہے وہ یہ کہ بھائیوں بھائیوں میں لڑائی، افراد اور خاندانوں میں پھوٹ ڈالے اور دونوں کو کمزور کر کے انکے بیچ اپنا اقتدار اور بالادستی کا تخت بچھائے، قوم پرستی کا زہر جب کسی قوم میں سرایت کرتا ہے تو وہ انجام سے بے پرواہ ہو کر اپنی ہلاکت کی طرف تیز رفتاری سے دوڑتی ہے اور جب قوم پرستی اور وطن پرستی کے سوتے عرب کی [illegible] ہو چکی تھی تو ان میں چند افراد وہ بھی تھے جو اس خطرہ کی برملا نشاندہی کی اور پوری جرأت و ہمت سے اسکے خلاف اپنی آواز بلند کرتے رہے، اخوت حقیقی اور اسلامی اخوت کی نعمت سے سرفراز اس جماعت کے ایک ممتاز فرد جیسے کے لئے ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ یعنی

الحاج مفتی امین الحسینی — الحاج مفتی امین الحسینی کی رحلت سے مشرق وسطیٰ کی سیاسی اور دینی [illegible] مجاہد از سر گرمیوں کا ایک دور ختم ہو گیا، مفتی امین الحسینی کا تعلق فلسطین سے تھا اگرچہ وہ اپنے وطن سے دور انتقال فرما گئے، بیت المقدس جسکے قریب جوار میں وہ پیدا ہوئے اور پروان چڑھے جس مقدس مقام کی بازیابی انکی زندگی کا اہم مقصد تھا، قبلۂ اوّل کی بازیابی [illegible] ہندوستانی مجاہد مولانا محمد علی مرحوم کی تدفین کا انتظام اور انکے [illegible] اہم مقصد کی اہمیت مقدس سرزمین سے عرب [illegible] کی روح پر کیا اثر پڑا ہوگا۔ بقول

"وہ گڑ زمیں بھلا دی کو ئے یار میں"

مفتی امین الحسینی کی پوری زندگی جہاد و جہد و جہد بے چینی اور اضطراب، ہنگامہ اور مصروفیات کا ایک اکمل زندگی نمونہ عمل بھی ہے اور عبرت و بیان کا سر قیمتی بھی — مفتی امین الحسینی کا نام اور مسئلہ فلسطین کو یکجا کر دیتی تھی، اعلان بالفور کے بعد انگریزی سامراج کی یہود نوازی اور ارض مقدس میں یہود کی آبادکاری کی کوششوں کو مفتی صاحب نے ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی [illegible] قبلۂ اوّل کی حرمت و تقدس کے بعد ان کا ہر شخص اندازہ نہیں کر سکتا — [illegible] مسئلہ فلسطین نہیں رہا اور مسئلہ فلسطین جوں کا توں ہے [illegible] اپنی آغوش رحمت میں لے اور ان کا بلند تر قلیلی کو نصیب فرمائے۔

"آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے"

"ہم نے ہندوستان روانہ ہونے سے پہلے شاہ فیصل سے ملاقات کے دوران ایک خصوصی مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا "تم ہندوستان جا رہے ہو وہاں الشیخ ابو الحسن علی ندوی جیسی باوقار شخصیت موجود ہے ان سے دریافت کر لینا" — یہ الفاظ آج سے دو سال قبل ندوہ کے مرتاض (سکنڈری اسکول) کی نئی عمارت کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شیخ انس یوسف یسین نے اپنی تقریر میں فرمائے تھے اور اپنے تعلق و محبت کا اس انداز سے اظہار فرمایا تھا کہ جو ناقابل فراموش ہے، ہمارے شیخ انس یوسف یسین ترکی میں کار کے ایک حادثہ میں انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم ان سطور سے [illegible] خوش گفتار انس یوسف یسین کا حادثۂ انتقال ان سب کیلئے عظیم صدمہ ہے جنہوں نے انھیں اور انکے اسلامی جذبہ کو دیکھا، اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کے لئے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(بقیہ صفحہ ۲) اور کوئی ایسی تبلیغ یا کوئی ایسی کوشش جس سے انسان کے جان کی قیمت معلوم ہو اور یہ معلوم ہو کہ انسان پر ہاتھ اٹھانا کتنا بڑا جرم ہے کتنا بڑا پاپ ہے، ایسی دعوت و تحریک کی جس سے معلوم ہو کہ انسان خدا کا بنایا ہوا ہے جو اس پر ہاتھ اٹھائے گا گویا خدا پر ہاتھ اٹھائے گا وہ خدا کی بڑی پیاری و محبوب چیز پر ہاتھ اٹھا رہا ہے۔

تعمیر حیات کی توسیع اشاعت میں حصہ لیجئے۔

حسن البنّاؒ

شخصیت

ایک انقلابی شخصیت!

اس کی آواز میں بلا کی تاثیر اور اسکی تقریر میں غضب کا جادو تھا۔ اسکے منہ کا ہر بول سیدھا دل کے اندر اتر جاتا تھا، اور پھر کبھی نکلنے کا نام نہیں لیتا تھا، اسکی دلفریب اور جاذب نظر شخصیت میں سارے جہاں کی دلکشی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اسکے دل کی تپش اور اسکی شیریں گفتار کا گداز دیکھنے کے قابل تھا جو شخص اس سے ملتا تھا وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں آسکتا تھا، حسن البنا کی روح سے زیادہ پاکیزہ، حباب سے زیادہ نازک اور برق سے زیادہ سیماب وش تھی اور یہی ان کی کامیابی کا سب سے بڑا راز تھا جو کبھی نہیں سلجھ سکا [illegible] تھی۔

عالم اسلام پر صلیبی حملوں کا سلسلہ بند ہو چکا تھا۔ اور مغرب کو صلاح الدین کے شوقِ جہاد اور حریت کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے تھے۔ لیکن صلیبیوں کا خون ابھی رگوں میں دوڑ رہا تھا اور مغرب کسی نئے موقع کی تلاش میں تھا، صلاح الدین کے بعد تاریخ اسلام میں بہت سی نامور مجددین اور اصلاحی تحریکوں نے اپنے اپنے وقت میں اصلاح کا کام انجام دیا لیکن آخری زمانہ میں حالات بہت بدل گئے تھے یہ زمانہ یورپ کے لئے چڑھتے عروج کا تھا مشرق اور خاص طور پر مشرق اسلامی کے لئے تنزل و جمود کا، پوری عرب دنیا انگریزوں کے اشاروں پر چلنے والی ریاستوں اور صوبوں میں بٹ گئی تھی اور ان کے پاس جتنی کچھ بھی طاقت تھی وہ تقسیم ہو گئی تھی کوئی ملک ایسا نہیں تھا جو خارجی حملوں کی تاب لا سکے۔

بادشاہ، امراء، وزراء سب عیش و عشرت میں مگن تھے، کسی کو ملک کا خیال، اور قوم کی زبوں حالی کا احساس نہیں تھا، معاشی ناہمواریاں، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم نقطۂ عروج پر تھی، دینی حالت بہت خراب ہو گئی تھی، انگریزوں کی کمپنیاں، ہوائی اڈے، فوجی مراکز جگہ جگہ قائم ہو رہے تھے اور نئے عقائد و خیالات و افکار کی نئی نئی مصنوعات اجتماعی زندگی کے لئے مستقل خطرہ بنی ہوئی تھیں، مصر، ترکی اور حجاز، شرق اردن سے عراق و شام سے برسرپیکار تھے، شریف السنوسی کا مجاہدانہ اقدام اور جمال الدین افغانی کی تحریک کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا اور اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں برآمد ہوا تھا، عبدہ، سعد زغلول بھی اپنے مقاصد میں ناکام ہو چکے تھے، ابھی کوئی ایسا داعی نہیں تھا جس کو مغرب کے [illegible] کا احساس ہو جو پورے مغرب کے لئے زہر قاتل تھا، شیخ عبدہ، محمد فرید، عرابی، مصطفیٰ کامل جیسے مصلحین اور علماء بھی تھے، لیکن کوئی ایسی بلند قامت شخصیت نہیں تھی جو سیاست اور معاشی اور وقتی مسائل سے ہٹ کر اور وطنیت اور قومیت کی تنگ حدود سے نکل کر اس سیلاب کو روک سکے، اور مسلمانوں کے دینی احساس کو بیدار کرے [illegible]

اور اس کے جگر میں سارے جہاں کا درد ہو۔

اس زمانے میں جو شخصیت ہمارے سامنے آتی ہے وہ حسن البنا کی شخصیت ہے، اس وقت مصر کی حالت خاص طور پر بد سے بدتر ہو گئی تھی۔ اگر کچھ تھا تو وہ ایک وطن پرستی کا بھوت تھا۔ سعد زغلول کا یہ نعرہ "الدین للّٰہ والوطن للجمیع" ہر شخص کی زبان پر تھا — دین کی بے حرمتی معمولی بات تھی، لوگوں کو داڑھیاں رکھنے میں اپنی توہین معلوم ہوتی، اور نمازوں سے شرماتے، قمار خانے آباد اور مسجدیں ویران ہو رہی تھیں، ایک طرف مغربی تہذیب کی چمک دمک، نظروں کو خیرہ کر رہی تھی، دوسری طرف جہالت کی رسوم عروج پر تھیں، کسانوں اور مزدوروں پر ظلم کی داستانیں [illegible] کے بعد ناکام ہو رہا ہے، حیرت میں ڈال دیتی ہیں، ایسے مایوس کن اور حیرت انگیز حالات میں کوئی ایسا مرد میدان نہ تھا جو ان طوفانوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جائے۔

قاہرہ کے دارالعلوم کے اس فارغ التحصیل نوجوان نے آگے بڑھ کر کوئی ۲۰–۲۵ برس پہلے مصر کی ایک انگریزی چھاؤنی "اسماعیلیہ" میں اس کی بنیاد ڈالی، عہد طفولیت ہی سے ان کی جبین سے سعادت کے آثار نمایاں تھے اور [illegible] کہ ابتدا ہی سے ان میں جہاد کا شوق، تبلیغ کا جذبہ، دین کی قدر اور غیرت و حمیت کس درجہ کی تھی، تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد [illegible] اسماعیلیہ کے ایک اسکول میں مدرس ہو گئے، اور یہاں سے ان کی زندگی کا نیا دور شروع ہوا اور راتوں کی شب بیداری، مسلمانوں کی [illegible] اور سوز، اور مستقل [illegible] [illegible]

[illegible]

جب ملتا تھا، اسکی دلفریب اور جاذب نظر شخصیت میں سارے جہاں کی دلکشی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اسکے دل کی تپش اور اسکی شیریں گفتار کا گداز دیکھنے کے قابل تھا جو شخص اس سے ملتا تھا وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں آسکتا تھا، حسن البنا کی روح سے زیادہ پاکیزہ، حباب سے زیادہ نازک اور برق سے زیادہ سیماب وش تھی اور یہی ان کی کامیابی کا سب سے بڑا راز تھا [illegible]

اس ماحول میں حسن البنا نے دعوت حق کا علم بلند کیا۔ اس سلسلہ میں ان کے قریبی عزیزوں اور مشیر دوستوں نے ان کی بڑی مدد کی اور ان کے رفیق کار رہے، اسکے بعد تحریک تیزی کے ساتھ چلنا شروع ہوئی اور دیکھتے دیکھتے پورے مصر میں پھیل گئی اور اسکے اثرات باہر بھی پہنچنا شروع ہو گئے۔

[illegible] حسن البنا میں بالکل [illegible] محسوس کی ان کو ابھی تک ایسے [illegible] تھا جو علم میں تو ممتاز تھے لیکن ان میں وہ زندگی، وہ درد، وہ حرارت، وہ صداقت [illegible] سے بھی نہیں ملتی تھی جیسی حسن البنا کا ہر بول [illegible] بول رہا تھا، حسن البنا مصر کے [illegible] ہونے کے باوجود بالکل نئے تھے، ایسا آدمی ابھی تک کبھی نہیں دیکھا تھا [illegible] لیکن اسکی شگفتگی اسی طرح قائم رہتی، دن رات کام کرتے، اور مسلسل سفروں کے باوجود ان کی پیشانی پر شکن نہیں [illegible] ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ مایوسی کے نام ہی سے واقف نہیں [illegible] طاقت کوئی چیز [illegible] پرجوش اور آتش بیان مقرروں کی تقریریں سنی تھیں، لیکن حسن البنا کی تقریر میں جو کیفیت اور ایمان ان کو محسوس ہوتا وہ کسی اور کی تقریر میں بالکل [illegible] تھا، لوگ مجبور ہو گئے کہ حسن البنا کا ساتھ دیں [illegible]

[illegible]

آبشار کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ عالم عربی کے اس وسیع و عریض رقبہ کے لئے ایسی ہی موثر اور جامع شخصیت کی ضرورت تھی، وہ صرف تحریر یا خطیب ہی نہیں، ایک بے پناہ انشاء اسلامیوں کے ایک بے مثال قائد، ایک باخبر اور عارف انسان تھے۔ ان کی طبیعت میں مذاق عارفانہ پہلے ہی سے موجود تھا چنانچہ وہ نوجوانی کے آغاز ہی سے صوفیاء کے سلسلہ حصافیہ سے منسلک ہو گئے تھے اور اس میں بہت انہماک اور مستغرق رہتے تھے، اور ان کے دل و دماغ پر اس کا بڑا اثر تھا اور وہ ان کی آئندہ زندگی کے لئے بہت مفید ثابت ہوا، اپنے رفقاء کو ذکر کی خاص طور پر تعلیم دیتے تھے خود اس سلسلہ میں بڑا اہتمام کرتے اور تزکیۂ نفس کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔

عوام سے تعلق [illegible] کرتے [illegible] اپنے رفقاء اور کارکنوں کے نام یاد تھے، بلکہ انکے مشاغل اور ان کی ذاتی معاملات سے بڑی حد تک واقف رہتے، حسن البنا نے لوگوں کے سامنے جو یہ سمجھنے لگے تھے کہ اسلام عبادت پرستی کا دوسرا نام ہے، ہر چند عبادات [illegible] رسوم کا بے جان مجموعہ اسلام [illegible] پیش کیا۔ وہ اسلام جو خدا تک پہنچنے کا راستہ بتلاتا ہے، سیاست کو ایسی تشکیل کرتا ہے جس کا تعلق انسان کے ظاہری احوال سے وابستہ ہے جیسا اسکے قلب و ضمیر سے، جس میں انسانی مصلحتوں کو بیکار نہیں چھوڑا گیا بلکہ اس کو فکر و عمل کی دعوت دی گئی ہے اور خدا کے ان گراں قدر عطیوں سے کام لینے اس کی بڑی تاکید [illegible] حسن البنا نے کہا کہ اسلام [illegible] حکومت ہے قرآن بھی ہے تلوار بھی، عبادت بھی ہے [illegible] اسلام کے [illegible] لوگوں کے لئے بالکل نئی چیز تھی [illegible]

[illegible]

اخوان کے ایک فاضل جو حسن البنا کی شہادت کے وقت پیرس میں تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ہوٹل میں بیٹھا ہوا تھا کہ بڑی تعداد میں میرے سامنے بیٹھے ہوئے فرانسیسی دفعتاً اٹھ کھڑے ہوئے اور ناچنے لگے، ان کے چہروں سے مسرت اور کامیابی کے آثار نمایاں تھے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی بڑا دشمن مغلوب ہو گیا ہو یا کوئی نیا ملک فتح ہوا ہو۔ ایک لمحہ میں ایک ہوٹل کا اس طرح رقص و سرور کی محفل میں تبدیل ہو جانا حیرت انگیز بات تھی۔ آخر کار جب مجھ سے نہ رہا گیا تو میں نے منیجر سے دریافت کیا کہ معاملہ کیا ہے۔ اس اچانک خوشی کا کیا سبب ہے؟ اس نے میرے کان میں چپکے سے کہا کہ آج مصر کے لیڈر حسن البنا قتل کر دیے گئے۔

حسن البنا نے اس شکست خوردگی اور مرعوبیت پر کاری ضرب لگائی۔ انہوں نے مسلمانوں کی غیرت و حمیت کو جھنجھوڑا، ان کو بتایا کہ دنیا در اصل ان کی میراث ہے، اور یہ لوگ جن کے ہاتھوں میں آج دنیا کی زمام قیادت ہے وہ اس پر ناجائز قابض ہیں، گویا اقبال کے الفاظ میں ہے

"ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات"

انہوں نے کہا مسلمانوں کو اپنی نگاہ اور حوصلہ بلند رکھنے چاہئیں، اور اس سے کم درجہ کی چیز پر راضی نہ ہونا چاہیئے۔ ان کی تقریروں، تحریروں اور گفتگوؤں میں اس کو بار بار دہرایا گیا ہے، ان کو اس کا شدید احساس تھا کہ اس وقت سب سے بڑا فتنہ جو بحران کی طرح مشرق و مغرب پر چھایا ہوا ہے وہ احساس کمتری ہے اور جب تک اس مشکل کو راستہ سے ہٹایا نہ جائے گا کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی اور کامیابی میسر نہیں ہو سکتی۔

حسن البنا نے جب اپنی دعوت شروع کی تو ان کے سامنے اس کا پورا نقشہ تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ انسانی ذہنوں کے اس سیلاب کو تقریروں اور جلسوں تحریروں سے منتقل کر کے کسی راستہ پر ڈال دیا جائے یا کسی وقتی و سیاسی مسئلہ کے لئے ان کی ذہنی صلاحیتوں سے اس طرح کھیلا جائے کہ وہ کسی کام کے نہ رہیں بلکہ ان کے سامنے ان انسانوں کے لئے ایک منظم تربیتی پروگرام تھا جو ان کے لئے ذہنی اور فکری نشوونما کا سامان ہو اور ان کو روحانی غذا ملتی، اور آرٹ اور حسن سے بلند تر عشق سے بھی لطیف تر رشتے سے آشنا ہوتا، اس کے علاوہ انہیں یہ بھی تعلیم دی جاتی کہ اسلام زندگی کے مسائل کو کس طرح حل کرتا ہے، وہ کائنات، طاقت، قدرت کو کس نظر سے دیکھتا ہے، اسلام کو کس قسم کی سوسائٹی اور کس قسم کا فرد مطلوب ہے، یہ سب کچھ ایک وسیع نظام اور سوچے سمجھے پروگرام کے ماتحت ہوتا [illegible] اسلام کی فہم اور دعوت کا [illegible] پیدا ہوتا، یہ لوگ تربیت یافتہ ہوتے [illegible] دینی شعور پیدا [illegible] جماعت پیدا ہو گئی [illegible] اسلام کی تعمیر کی تصویر تھی، انہوں نے فلسطین میں جہاد کیا [illegible] کا منہ بولتا ثبوت [illegible] جہاد کے نشہ میں سرشار [illegible] تھے جب تک یہ جہاد کرتے رہے [illegible] جب نقراشی پاشا کی ظالم حکومت نے انہیں قید کر دیا تو وہ عبادت، تلاوت اور دینی ذمہ داریوں میں مشغول رہنے لگے۔ اس کے بعد یہودیوں کی نئی شورش کی وجہ سے دوبارہ جنگ کا خطرہ پیدا ہوا تو حکومت نے ان سے استفسار کیا کہ اگر آپ کو چھوڑ دیا جائے تو کیا آپ ہمارے ساتھ جنگ کریں گے تو انہوں نے نہایت کشادہ پیشانی سے جواب دیا کہ ہم اب بھی لڑنے کے لئے تیار ہیں، آپ کے گرفتار کرنے سے بدل نہیں گئے۔ ہمارا مقصد فلسطین کو یہودیوں کے وجود سے پاک کرنا ہے ہم اس کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا سکتے ہیں۔ ان مجاہدوں نے فلسطین میں جو جانبازی دکھائی معمولی ہتھیاروں سے جس طرح ٹینکوں اور توپوں کا مقابلہ کیا وہ اخوان کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے جس کے بغیر ان کے ایمان و یقین، ذوق و شوق کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔

کامل اسماعیل الشریف جو فلسطین کی جنگ میں خود شریک ہوئے تھے، اپنی کتاب "الاخوان فی فلسطین" میں لکھتے ہیں:

لوگوں نے بیان کیا کہ دستہ کے سپہ سالار سید محمد منصور شدید زخمی ہو گئے اور ان کے جانبر ہونے کی کوئی امید باقی نہیں رہی تو ان کو اٹھا کر پچھلی صفوں میں لایا گیا، جب ان کو ہوش آیا تو انہوں نے پوچھا میری جنگ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے ان کو اطمینان دلایا اس پر وہ مسکرائے اور کہا اور ان کی زبان پر یہ کلمات جاری ہو گئے

اور یہ کہتے ہی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔"

یہی مصنف دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"ہمارے دوسرے مجاہد عرب ابو رؤف کا بھی ایسا ہی حال تھا اچانک ایک گولی ان کے سینے میں آ کر لگی، مسکراہٹ ان کے لبوں پر رقص کرنے لگی، اور بے ساختہ ان کی زبان سے یہ کلمات نکلے جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تم بھی دیکھ رہے ہو؟ پھر ایک لمبی سانس لے کر کہنے لگے کہ دیکھو جنت میں اس کو دیکھ رہا ہوں اور اس کی خوشبو میری ناک میں آ رہی ہے اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔"

ایک دوسرے مجاہد کی یہ حالت تھی کہ جب ان کو میدان جنگ سے معسکر ہٹ جانے کے لئے کہا گیا تو وہ اس پر کسی طرح راضی نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ جب تک دشمن موجود ہے ہم نہیں ہٹ سکتے اور برابر لڑتے رہے۔

ایک سنسناتی ہوئی گولی آئی اور ایک مرد مجاہد کے پیوست ہو گئی اور شہیدوں کی فہرست میں ایک نئے نام کا اضافہ ہو گیا۔

مصر کے نوجوان طلبہ اور کالج کے طلباء میں جس تیزی کے ساتھ اور حیرت انگیز طور پر جہاد کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا اس کا کچھ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حکومت کی ساری پابندیوں اور اخوان پر نئے نئے مظالم کے باوجود متعدد نوجوان جن کی عمریں ۲۰ سال سے زیادہ نہیں تھیں اور یہ سب طالب علم تھے جن کا کوئی امر مستقبل میں اگر وزیر ہونے کا خواب دیکھتا تو بے جا نہ تھا لیکن انہوں نے ابدی اور حقیقی مستقبل کو ترجیح دی اور مصر سے پیدل فلسطین روانہ ہو گئے۔ لوگوں نے ان سے حیرت سے پوچھا کہ آپ یہاں کس لئے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم امتحانات میں کامیاب ہو چکے ہیں اور فریضہ جہاد ادا کرنے آئے ہیں۔

یہ وہی ایمانی طاقت تھی جو خود وہی [illegible] پانچ آدمیوں کو ہزاروں اور لاکھوں کے سامنے لا کھڑا کرتی تھی جس نے سمندر میں گھوڑے ڈال دیئے تھے، یہی ایمانی طاقت تھی جس نے سعد بن معاذ سے یہ کہلوایا تھا کہ رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں اور آپ کی دعوت کو قبول کر چکے ہیں اگر آپ سمندر میں بھی کود جائیں گے تو ہم آپ کے ساتھ ہوں گے ہمارا کوئی فرد پیچھے نہ رہے گا۔ یہی وہ طاقت تھی جس نے صلاح الدین [illegible] کی حرارت پیدا کی تھی جس نے [illegible] بنا دیا تھا جس نے سید احمد شہید اور ان کے رفقاء سے صحابہ کرام کا سا کام لیا تھا اور یہی ایمانی طاقت ہے جو [illegible] کے نتیجہ میں مصیبتیں جھیلنے قید [illegible] آمادہ کرتی ہے۔

ان کا کارنامہ اتنا ہی نہیں تھا کہ انہوں نے عالم اسلام میں دینی بیداری اور حمیت ایمانی کی ایک لہر پیدا کر دی ہے بلکہ انہوں نے ایک ایسی تربیت یافتہ جماعت کو بھی تیار کیا جو عالم اسلام کے اس سرے سے اس سرے تک پھیل جائے جس کا ایک ایک فرد خود داعی، مبلغ اور مجاہد ہو اور ہدایت و تبلیغ کا کام انجام دے۔

ایک چیز جو دعوت کے پھیلنے میں بہت مددگار ثابت ہوئی وہ حسن البنا کا ذاتی طور پر اور جماعتی طور پر دوسرے دینی اداروں اور جماعتوں سے مصالحانہ رویہ تھا اور اختلافی و نزاعی مسائل سے علیحدگی تھی، جیسا کہ فلسطین میں اس تحریک کی بنیاد رکھی گئی تو اس وقت وہاں دو گروہوں میں کسی فقہی مسئلہ پر نزاع کی کیفیت قائم تھی حسن البنا نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی، اور ان کے بجائے کہ وہ دونوں میں سے کسی ایک فریق کی حمایت کرتے انہوں نے دونوں کی مصالحت کرا دی جس کا لوگوں پر اچھا اثر پڑا اور ان کے لئے فضا ساز گار ہو گئی اور تحریک

ان کا اور ان کے رفقاء کا دوسرے دینی اداروں اور شخصیتوں کے ساتھ مصالحانہ رویہ رہا، اور وہ حدود اور مناظرانہ اور تخریبی صلاحیتوں کے کم یاب ہونے والی چیزوں سے ہمیشہ کنارہ کش رہے۔

انہوں نے صرف روحانی و ذہنی تربیت پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ ان لوگوں کے لئے جسمانی تربیت کا انتظام کیا اس کے لئے اسپورٹس کلب قائم کئے گئے۔ فوجی تربیت کے لئے ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس میں ان کو بڑی کامیابی ہوئی، اخوان نے اس میں بڑے ذوق و شوق سے شرکت کی، اور یہی لوگ جو مسجدوں میں وعظ کہتے نظر آتے تھے، ہاکی اور فٹ بال میں بھی حصہ لیتے۔ اخوان کے جمع شدہ سرمایہ سے کمپنیاں اور مشترکہ کاروبار قائم کئے گئے [illegible] اور نشر و اشاعت کا کام بھی [illegible] لگا، اور یہ چیزیں جماعتی حیثیت سے بہت مفید ثابت ہوئیں، اور یہ قافلہ اچانک بہت آگے بڑھ گیا۔

حسن البنا کو یورپین ممالک میں کس نظر سے دیکھا جاتا تھا اور استعمار پسند طاقتوں کو ان سے کیا خطرہ پیدا ہو گیا۔ یہ خود ایک عجیب اور مستقل موضوع ہے۔ جو بحث تفصیل طلب ہے۔ ذیل کے اس ایک واقعہ سے اس کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

اخوان کے ایک فاضل جو حسن البنا کی شہادت کے وقت پیرس میں تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ہوٹل میں بیٹھا ہوا تھا کہ بڑی تعداد میں میرے سامنے بیٹھے ہوئے فرانسیسی دفعتاً اٹھ کھڑے ہوئے اور ناچنے لگے ان کے چہروں سے مسرت اور کامیابی کے آثار نمایاں تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا دشمن مغلوب ہو گیا ہو یا کوئی ملک فتح ہوا ہو۔ ایک لمحہ میں ایک ہوٹل کا اس طرح رقص و سرور کی محفل میں تبدیل ہو جانا حیرت انگیز بات تھی۔ آخر کار جب مجھ سے نہ رہا گیا تو میں نے منیجر سے دریافت کیا کہ معاملہ کیا ہے اس اچانک خوشی کا کیا سبب ہے؟ اس نے میرے کان میں چپکے سے کہا کہ آج مصر کے لیڈر حسن البنا قتل کر دیے گئے۔

حسن البنا [illegible] ذوق و شوق جہاد اور [illegible] کی ایک لہر پیدا کر [illegible] کیا جا سکتا۔!!

تحریر: شیخ عبدالعزیز العلی المطوع ــــــــــــ ترجمہ: شمس تبریز دہان

مسئلہ تعددِ ازدواج

قرآنِ حکیم اور عقلِ سلیم کی روشنی میں

مسئلہ تعدد ازدواج کے سلسلے میں وقتاً فوقتاً گرم بحثیں اور طویل تحریریں ہوتی رہتی ہیں اور اسی طرح اس مسئلے میں بھی دو فریق پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک فریق اسکی مطلق اباحت کا قائل ہے اور دوسرا فریق اسے بالکل ختم کر دینا یا قانون سازی کے ذریعہ اسکے دائرے کو محدود کر دینا چاہتا ہے۔

اور لطف کی بات یہ ہے کہ دونوں فریق اپنے نقطۂ نظر کی تائید کے سلسلے میں اس موضوع سے متعلق نصوص سے استدلال کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں نے خالی الذہن ہو کر اس موضوع پر کچھ لکھنا مناسب خیال کیا، اس کام کے لئے میں اللہ سبحانہ سے توفیق و ہدایت کا طالب ہوں۔

اولاً: تعدد ازدواج ایک فطری تقاضا، موضوع سے تفصیلی بحث سے پہلے قارئین کی سہولت کے خیال سے دو باتوں کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے جن سے تعدد ازدواج کے سلسلے میں مذکورہ بالا عنوان کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

ایک بات انسان کے اس فطری تقاضے اور دیگر حیوانات میں موجود تقاضوں کا موازنہ ہے اور دوسری بات اسلام سے پہلے کی دو شریعتوں، یہودیت اور مسیحیت میں تعدد ازدواج کے سلسلے کی ہے۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو ہم دو طرح کے حیوانات دیکھتے ہیں۔ حیوانات کی ایک قسم میں نر اور مادہ کے جوڑے باہم تعاون کرتے دکھائی دیتے ہیں جیسے کبوتر، خرگوش اور ان جیسے دوسرے جانور۔ چنانچہ ان جانوروں کے نر اپنی ماداؤں کی حفاظت کرتے اور مادائیں ان کا ساتھ دیتی ہیں اور اس طرح انکی توالد و تناسل کا سلسلہ جاری رہتا ہے پھر وہ دونوں اپنی نسل کی [illegible] میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں اور اسکے بعد پھر ایک دوسرے کے قریب آتے یا الگ ہو جاتے ہیں۔

حیوانات کی دوسری قسم میں نر اپنی مادہ سے اس طرح تعاون نہیں کرتا اور انکے درمیان اس طرح کا کوئی ربط نہیں ہوتا جسے ہم اجتماعی یا معاشرتی ربط کہہ سکیں۔ حیوانات کی اس قسم میں مرغیاں اور چوپائے آتے ہیں۔ حیوانات کی اس قسم میں استقرار حمل کے لئے ایک نر بہت سی ماداؤں کے لئے کافی ہوتا ہے۔

انسان (بحیثیت حیوان) قسم اول سے قریب ہے اسلئے کہ اس میں بھی خاندانی نظام کے لئے تعاون کا جذبہ موجود ہے اور اسلئے منطقی طور پر اسکے لئے یہ مناسب تھا کہ ایک زوجہ پر قناعت کرے۔ لیکن انسان حیوانات کی دوسری قسم سے بھی یک گونہ مشابہت رکھتا ہے اسلئے کہ کبھی حیوانات کی دوسری قسم کی طرح بغیر کسی تعاون کے ضروریات کی [illegible] اولاد کی تربیت کر سکتی ہے اسلئے مرد کے لئے ایک سے زیادہ بیویوں کا امکان و جواز بشرط استطاعت اور خاص طور پر معاشرتی تقاضوں کے وقت پیدا ہو جاتا ہے۔

ثانیاً: تعدد ازدواج یہودیت و مسیحیت میں، جہاں تک اسلام سے پہلے شریعتوں میں تعدد ازدواج کی موجودگی کا سوال ہے تو [illegible] یہودیت و نصرانیت دونوں کی [illegible] کتابیں [illegible] تعدد ازدواج کی [illegible]

ہے اور چار سے زیادہ بیویوں کی کوئی خاص تعداد مقرر کی ہے۔ جہاں تک انجیل کا تعلق ہے تو اس نے کوئی نئی شریعت نہیں بنائی جیسا کہ اس سلسلے میں معلوم ہوتی۔ اسلئے تورات کی شریعت ہی انجیل کی بھی شریعت ہے اسلئے تعدد ازدواج کی حرمت کا تعلق دونوں مذہب والوں کے یہاں کسی شریعت یا نص آسمانی سے نہیں ہے بلکہ یہ حرمت بہت بعد میں کلیسا کے افراد کے ذریعہ وجود میں آئی۔ اسکے برخلاف اسلام، آخری دین ہونے کی حیثیت سے عالمگیر، ابدی اور قیامت تک کے لئے اور ہر دور و دیار کا مذہب ہے۔ انسانیت کو جہاں معاشرتی اور اجتماعی مشکلات اور پیچیدہ سوالات پیش آنا ناگزیر تھے وہیں اسلام کے لئے ہر عقدہ کا حل اور ہر مرض کی دوا بتانا ضروری اور لازمی تھا۔ اسلئے اسلام نے اجتماعی حالات، مختلف زمانوں اور مقامات کے معاشرہ کا لحاظ کرکے تعدد ازدواج کی اجازت دیدی۔

تعدد ازدواج اور سماجی انصاف و اعداد و شمار:

اسلام کی آمد کے وقت کوئی سابق شریعت ایسی نہ تھی جو تعدد ازدواج کی تنظیم و تحدید کرتی چنانچہ اسی نے اس موضوع پر [illegible] اور [illegible] بحث کی اور اسکی اصلاحات کا اثر تھوڑے سے عرصے [illegible] بالکل [illegible] طریقے [illegible] ظاہر ہو [illegible] جہاں [illegible] حالات [illegible] آسان اور سہل تھا اور جنکے پیش نظر سماجی انصاف کے تقاضوں کا لحاظ [illegible] تھا پھر [illegible] معاشرتی حالات و مقامات کی رعایت بھی آسان ثابت ہوئی جہاں اعداد و شمار کے [illegible] میں آگئے ہیں اور [illegible] معاشرہ ہے اور ہر ملک کے مردوں عورتوں کی تعداد کا ریکارڈ معلوم کرنا ممکن ہے۔ اب عددی حساب کی روشنی میں اسلامی شریعت کے لئے معاشرے پر اثر انداز ہونا اور اجتماعی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے لئے عدل و انصاف فراہم کرنا ممکن ہو گیا ہے۔

شریعت اسلامی نے کتاب و سنت اور سماجی انصاف کے پیش نظر مصالح کی روشنی میں حال و مستقبل کے لئے ان مسائل کو کس طرح حل کیا ہے؟ یہاں یہ سوال فطری طور پر پیدا ہوتا ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم نے انسانوں کے لئے تعدد ازدواج کو جائز رکھا اور اسکی تنظیم کی جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے کہ اسکا اصل [illegible] اولین مقصد [illegible] انسانوں کے درمیان عدل کا قیام اور مرد و زن کے تعلقات میں توازن پیدا کرنا ہے۔ سورۂ نساء کے شروع کی آیتیں اس خیال کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہیں۔

* یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا۔ وآتوا الیتامی اموالھم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تاکلوا اموالھم الی اموالکم انہ کان حوبا کبیرا۔ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذلک ادنی الا تعولوا۔

(اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی کا جوڑا بھی اسی سے پیدا کیا اور پھر ان دونوں کے ذریعہ بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دیکر تم [illegible] اللہ تم پر نگراں ہے۔ اور یتیموں کو ان کا مال دیدو اور اچھے مال کو برے مال سے نہ بدلو اور ان کا مال اپنے مال میں ملا کر نہ کھاؤ ایسا کرنا بڑا گناہ ہے۔ اور اگر تم کو خوف ہے کہ یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لو [illegible]؟)

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان دو باتوں کی طرف اشارہ کر دیا جائے جو اس موضوع سے متعلق کہی جاتی ہیں۔ پہلی بات [illegible] کی حیثیت رکھتی ہے جس کے سلسلے میں زمانۂ قدیم سے لوگوں میں بحث و اختلاف رہا ہے وہ یہ کہ کونسا رابطہ ہے جس سے یتیموں کے ساتھ اور تعدد ازدواج کی صورت میں عدل ممکن ہے؟

دوسری بات یہ کہ اگر تعدد ازدواج کے لئے بیویوں کے درمیان عدل و مساوات کی ضروری شرط لگائی گئی ہے تو قرآن اسی صورت کے [illegible] کہ درمیان عدل کو انسانی خواہش کے باوجود ناممکن کیوں بتاتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔

ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم۔

(اور تم اپنی خواہش کے باوجود بیویوں کے درمیان ہرگز عدل نہیں کر سکتے۔)

اور جب بیویوں کے درمیان عدالت قائم نہ ہو سکی تو اسکے نتیجے میں تعدد ازدواج بھی ناممکن ٹھہرنا چاہئے اسلئے کہ وہ ایک امر محال کے ساتھ مشروط ہوا ہے۔

لیکن جہاں تک میں نے فقہاء کی تصریحات سے سمجھا ہے (اور یہ اپنے اجتہاد کی جرأت نہیں ہے) وہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں ان کی بات بہت [illegible] تسلی بخش نہیں ہے [illegible] سلسلے میں اس موضوع سے متعلق کتاب اللہ کی آیات و احادیث کا خلاصہ پیش نظر رکھنا ہوگا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ان آیات میں اس اختلافی مسئلہ کا پورا حل موجود ہے۔

شریعت کے احکام میں ان تین ممکنہ صورتوں اور احتمالوں کی وضاحت مل جاتی ہے۔

۱۔ وہ حالت جس میں مردوں اور عورتوں کی تعداد برابر ہو۔
۲۔ وہ صورت جس میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو۔
۳۔ وہ صورت جس میں مردوں کی تعداد عورتوں سے زیادہ ہو۔

پہلی صورت کا بیان اس آیت کریمہ میں ہوا ہے:

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا ــــ (اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اسکے جوڑے کو بھی پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور اس اللہ سے ڈرو جس کا [illegible] کا واسطہ دیتے ہو، اللہ تم سب کو دیکھ رہا ہے)

اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو مخاطب کرکے یہ بتا رہا ہے کہ نوع انسانی کی پیدائش ایک ہی ہستی سے ہوئی ہے جو حضرت آدم ہیں اور پھر اسی سے اس کا جوڑا یعنی حضرت حوا پیدا کی گئیں اور پھر ان دونوں سے نوع انسانی کا آغاز ہوا۔ حضرت آدم اور [illegible] اللہ نے ایک [illegible] اس وقت یہ مناسب تھا کہ تعدد ازدواج کی اجازت نہ دی جائے [illegible] کی حیثیت سے اصل [illegible] وفطری ہے۔

قرآن کریم [illegible]

[illegible] یہاں بھی اس آیت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو تقویٰ کا حکم دیا اور پھر آخر میں بھی یہی حکم دیا گیا، اور تقویٰ کا مطلب اللہ تعالیٰ اور اس کی گرفت سے ڈرنا ہے پھر تقویٰ کے ساتھ رشتے اور ناطے کا ذکر بھی ہوا جس سے معلوم ہوا کہ اس سلسلے میں بھی تقویٰ کی اہمیت رکھی گئی ہے کہ ہم رشتوں کا پاس و لحاظ اور صلہ رحمی کے سلسلے میں حدود تقویٰ کے پابند رہیں اور اسے جزو تقویٰ سمجھیں اور اس طرح تعلیم میں تقویٰ کو داخل کر دیا، تاکہ حسن اخلاق کا ہر ایک سوسائٹی کے لئے ہو اور وبال کا سبب بن جائے اور جس کے نتیجے میں [illegible] علاقہ وحدت کا فقدان [illegible] لوگوں پر بلحاظ اعتبار کا پیدا ہوا اور بالآخر اس کا معاشرتی اور اخلاقی نقصان ہو رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے:

من خشی علی عقبہ وعقب عقبہ فلیتق اللہ (جو اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کے بارے میں خطرہ محسوس کرتا ہے تو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔)

یہ حقیقت ہے کہ تمام انسانوں کے ماں باپ ایک ہی ہیں اور سب ایک ہی خاندان اور ایک ہی رشتے میں منسلک ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: کلکم من آدم وآدم من تراب (تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے تھے) گزشتہ سطور سے یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ مذکورہ تینوں باتوں میں سے پہلی بات یعنی آدم و حوا کی تخلیق ظاہر کرتی ہے، اصل یہ ہے کہ مرد کے لئے ایک عورت ہو جس کے وہ حقوق ادا کرے اور اس کی حفاظت بھی کرے اور اس کے ساتھ دوسروں کی حق تلفی بھی نہ کرے ..... یہ مرد و زن کے عددی مساوات کی شکل ہے جو باہمی انصاف کا بھی تقاضا نظر آتا ہے۔

اس کے بعد دوسری آیت یہ آتی ہے:

وآتوا الیتامیٰ اموالھم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تاکلوا اموالھم الی اموالکم انہ کان حوبا کبیرا۔

(اور یتیموں کو ان کا مال دیدو اور خبیث چیز کو اچھی چیز سے نہ بدلو اور ان کا مال بھی اپنے مال کے ساتھ شامل کر کے نہ کھا جاؤ ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔)

میں نے اس آیت پر بہت غور و فکر سے کام لیا اور جس کی وجہ یہ تھی کہ یہ آیت یتیموں کو ان کا مال دینے کا حکم دیتی ہے اور اسی صورت کی دوسری آیت میں کہا گیا ہے:

وابتلوا الیتامیٰ حتیٰ اذا بلغوا النکاح فان آنستم منھم رشدا فادفعوا الیھم اموالھم۔

(اور یتامیٰ کا امتحان لیتے رہو جب وہ نکاح کرنے کے قابل ہو جائیں اور اگر تمہیں ان میں سمجھ دکھائی دے تو انہیں ان کا مال دیدو)

میں اس سلسلے میں حیران ہی تھا کہ ایک واقعہ نے اس آیت سے متعلق میری ادراک کے راز سے واقف کر دیا۔ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک شخص کو ایک دوشیزہ سے محبت ہو گئی جو پہلے سے ایک یتیم کی منگیتر تھی اور یہ شخص اسی یتیم کے مال کا نگراں بھی تھا اسی لئے میں نے جب اس سے کہا کہ یہ لڑکی تو فلاں یتیم کی منظور ہے تو اس نے یہ جواب دیا کہ وہ یتیم ابھی نابالغ ہے اور اس رشتہ کو نہیں سمجھتا ہے۔ اس جواب سے مجھے خیال آیا کہ یتیم کا نگراں اس کا مال لوٹانے میں پس و پیش کر رہا ہے، اور اس کے لئے اس کی نابالغی کا بہانہ بنا رہا ہے تاکہ اس کی منظورہ سے خود شادی کر سکے۔

ایک دوسری صورت یہ بھی ہے کہ مرد و زن کی تعداد مساوی ہو، نگران [illegible] سے ان کا مال [illegible] کہ یتیم اپنی شادی کر سکے، اس صورت کے علاوہ نگران یتیم کو اسی وقت مال واپس کرے گا کہ جب وہ یتیم کی عقل [illegible] کو سمجھنے کے [illegible] یہ [illegible] مسئلے کی [illegible]

لیکن اگر نگراں کا کوئی ایسا مقصد ہو جو یتیم کے مفاد کے خلاف ہو تو شریعت اس عمل کو [illegible] کا ذکر اس صورت کا بھی ہے جب نگراں کسی یتیم لڑکی کا ہو اور اس کا نگراں اس سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اسے لڑکی کے لئے فرض ہے کہ اپنے مال سے نکاح پر مجبور کرنے کے لئے اس کا مال روک نہ رکھے۔ شاید سورہ نساء کی آیت نمبر ۱۲۷ اسی احوال کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فیھن وما یتلیٰ علیکم فی الکتاب فی یتامی النساء اللاتی لا تؤتونھن ما کتب لھن وترغبون ان تنکحوھن والمستضعفین من الولدان وان تقوموا للیتامیٰ بالقسط وما تفعلوا من خیر فان اللہ کان بہ علیما۔

(لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ کہیے کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں اور جو کتاب میں تمہیں بتایا جاتا ہے اس کے بارے میں بتاتا ہے کہ وہ یتیم عورتیں جنہیں تم نے ان کے حق ادا نہیں کئے اور ان سے نکاح میں رغبت رکھتے ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے ساتھ انصاف کرو اور تم جو بھی نیکی کرو گے تو اللہ اسے جاننے والا ہے۔)

اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ مرد و زن کی عددی برابری کی صورت میں مرد کے لئے ایک ہی بیوی رکھنا صحیح ہے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ (اپنی نظر میں) بدصورت بیوی کو چھوڑ کر کسی خوبصورت عورت سے شادی کی کوشش کرے۔ اور یہ خیال کرے کہ جب سے ایک بیوی رکھنے اور بلا قید و شرط کے طلاق دینے اور دوسرا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے تو وہ اس صورت میں کیوں نہ دوسرا نکاح کر لے۔ تو ایسا کرنا بھی ناجائز ہے تاکہ طلاق کے ذریعہ بیویوں کی تبدیلی کا معاشرے میں رواج نہ ہو جائے اور اسطرح عددی توازن میں خرابی پیدا ہو جائے [illegible] معاشرے کے غریبوں، یتیموں، عورتوں اور بچوں کے حقوق کو پامال نہ کر سکیں، اور کوئی اپنی اس بیوی کا جنازہ نہ کر سکے جس نے اپنی جوانی شوہر کی ماتحتی میں گزار دی (دیگر شوہرات [illegible] کہ اپنی بیوی کی [illegible] کے لئے نئی شادی کرنا چاہتا ہے) مرد کا یہ فعل [illegible] بہت زیادتی اور بدست [illegible] حرکت اور اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہے جیسا کہ فرمایا گیا:

ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تاکلوا اموالھم الی اموالکم انہ کان حوبا کبیرا۔

(اور اچھی چیز کو بری چیز کے بدلے نہ لو اور نہ ان کے مال اپنے مال کے ساتھ کھا جاؤ ایسا کرنا بڑا گناہ ہے۔)

سنت میں بھی قرآن کے مفہوم کی تائید کی گئی ہے اور ایسے تصرف کو گناہ قرار دیا گیا ہے، حضور نے فرمایا:

انّ طلاق ابی ایوب لام ایوب حوب۔

(ابو ایوب کا ام ایوب کو طلاق دینا گناہ ہے)

پھر دوسرے موقع پر بھی آپ نے لفظ حوب کا استعمال فرمایا،

ان طلاق ابی سلیم لام سلیم حوب (ابو سلیم کا ام سلیم کو طلاق دینا گناہ ہے)

اور گناہ ظاہر ہے کہ ایک ظلم عظیم اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے سرکشی کا ہم معنی ہوتا ہے۔

عورتوں کی تعداد زیادہ ہونے کی صورت

[illegible] مردوں سے زیادہ ہو [illegible] آیت کریمہ [illegible]

وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع۔ (اور اگر تمہیں خدشہ ہو کہ یتیم عورتوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تمہیں اچھی لگیں ان سے نکاح کر لو دو دو سے اور تین تین سے اور چار چار سے)

اس آیت کا مفہوم دوسری صورت کے مطابق نظر آتا ہے جس میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو اس لئے کہ یتیموں کی کثرت بیواؤں کی کثرت بتاتی ہے اور یہاں سماجی انصاف کا تقاضا ہے کہ اس یتیم سے [illegible] جس کا باپ مر چکا یا [illegible] جنگ [illegible] جنگ کے بارے ہم سب جانتے ہیں کہ وہ کسی قوم پر مسلط ہو کر آتی ہے اور معاشرتی نظام کے معیاروں کو تہ و بالا کر دیتی ہے اور اس کے سبب عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ جاتی ہے [illegible] اس کا اشارہ موجود ہے کہ یتیموں سے غم خواری کی اچھی صورت یہ ہے کہ ان کی بیوہ ماؤں سے نکاح کر لیا جائے اس لئے کہ ہر آدمی کے بس کی بات نہیں کہ وہ اپنے شہید ہونے والے بھائی کے بال بچوں کے لئے مستقل گھر بنائے، اس کے مقابلے میں اس کے لئے آسان صورت یہی ہے کہ وہ ان لوگوں کو اپنے خاندان کا فرد بنا لے اگرچہ اسے کچھ تنگی ہی کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔ اور یہی حسن سلوک بیوہ اور یتیم عورتوں کے ساتھ بھی ہونا چاہیے مخصوصاً حادثات کے وقت جبکہ ایسی عورتوں سے شادی [illegible] شوہر [illegible] کے سبب اور مردوں کی کمی کے پیش نظر اور مرد و زن کے عددی تناسب کو برقرار رکھنے [illegible] سکون و قرار [illegible] کرنے اور معاشرے کی اکائی کو خلفشار سے بچانے کی خاطر ایک مناسب چیز ہے۔

یہاں ایک مشکل بھی پیش آسکتی ہے لیکن اس کا حل بھی آیت میں موجود ہے میرا خیال ہے کہ مثنیٰ و ثلاث و رباع کی تعبیر [illegible] تفسیر [illegible] ہے جبکہ [illegible] تعداد زیادہ ہو مثنیٰ کے معنی [illegible] دو دو ثلاث کے معنی تین تین اور رباع کا مطلب ہے چار چار، مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ عدد مثال کے طور پر ہے یا حصر و تعیین کے لئے اس سلسلے میں کتاب و سنت ہی سے رجوع کرنا چاہئے۔ ایک حدیث میں یہ مضمون موجود ہے کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک مرد کے پاس پچاس عورتیں نہ ہوں گی" اور جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر ضرورت کے لئے ایک حکم موجود ہے اور جہاں مصلحت عام کا تقاضا موجود ہو وہاں اقدام کی شریعت بھی موجود ہوگی یہاں یہ اشارہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلعم کے لئے مصلحت عامہ کے پیش نظر چار بیویوں سے زیادہ رکھنے کی اجازت دی، اس سلسلے میں ماہرین نے بہت کچھ لکھا ہے، یہاں اجمالاً یہ ذکر کریں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ۵۳ سال کی عمر شریف کے بعد ادھیڑ عمر میں ازواج مطہرات کی تعداد میں اضافہ کی خاص حکمت یہ تھی [illegible] ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ کے علاوہ کوئی دوشیزہ [illegible] اس کے برعکس بھی ممکن تھا، اور بعض ازواج [illegible] اور مال و منال کی [illegible] اور بعض [illegible] حضرت عائشہؓ سے نکاح کا باعث [illegible] اور [illegible] خصوصیات اور اعلیٰ [illegible] اور اپنے گرد و پیش کے لئے [illegible] حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلعم [illegible] اس سلسلے میں [illegible] حاصل [illegible] تعلیمات کا ایک [illegible]

[illegible]

(باقی آئندہ)

سنغال میں

اسلامی دعوت

اور

اس کے لیے علماء کی

کوششیں

عطاء الرحمن ندوی

حال ہی میں مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کا کانفرنس منعقد ہوا تھا جس میں مختلف ممالک اسلامیہ کے لوگ جمع ہوئے۔ تقریباً تمام ملکوں کے مسلم نمائندوں نے شرکت کی سنغال کے مشہور عالم شیخ [illegible] بھی اس میں شریک ہوئے۔ ان سے سنغال کے مسلمانوں کے متعلق سوالات کیے گئے، اور وہاں کی موجودہ صورتحال اور اسلامی تحریکوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ موصوف نے اس پر ایک مفصل مقالہ پیش کیا تھا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

سنغال میں اسلام [illegible] صدی میں داخل ہوا جو قریبی عرب ممالک سے عربی تجارت کی غرض سے آتے رہتے تھے۔ یہاں اسلام کے پھیلنے کا سبب زیادہ انہیں تاجروں کو ہے۔ بعض دوسرے علماء نے بھی کوششیں کیں اور [illegible] دستگیری سے اس کام کو انجام دیا جیسے حاجی عمر فوتی شمالی علاقہ میں اور شیخ بابا [illegible] وسطی علاقہ [illegible] ان کی کوششیں [illegible] انہوں نے [illegible] کے علاوہ [illegible] جمع کر دیا [illegible] کے علاوہ [illegible] مسلمانوں کے [illegible] شریک ہونے لگا۔ اس کی وجہ سے اسلام کو بہت زیادہ قوت حاصل ہوئی [illegible] بہت تیزی سے اسلام پھیلنے لگا۔

حاجی عمر فوتی جو کہ [illegible] عالم ہونے کے ساتھ مصلح بھی تھے انہوں نے قرآن مجید اور [illegible] کوششیں [illegible] شمالی علاقہ کو بنایا۔ ان کی [illegible] اس طرح اسلام اس ملک میں بہت تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا۔

[illegible] سنغال میں [illegible] حکومت رہی اور انہوں نے [illegible] مسلمانوں کو [illegible] طرح طرح سے [illegible] مقصد میں کامیاب ہوں گے اور [illegible] اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے کو تیار تھے۔

اسلامی دعوت کا کام اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ اٹھارہویں صدی میں اسلامی علوم و فنون کا ایک شہرہ ہوا جس کا چرچا پورے تمام ملک میں پھیل گیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں [illegible] علماء و فضلاء پیدا ہو گئے [illegible] کو تربیت دینا اور ان کی صحیح رہنمائی کرنا اپنا نصب العین بنا لیا۔ ان میں سے خاص طور پر حاجی [illegible] حاجی [illegible] شیخ احمد بابا اور حاجی عبداللہ [illegible] وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان بزرگوں کی سرگرمیاں صرف [illegible] کے علاقہ تک محدود نہ رہیں بلکہ قریبی شہروں اور دیہاتوں میں وہ کوشش کرتے رہے۔ دعوت کو عام کرنے کے لئے انہوں نے متعدد دینی حلقے قائم کئے مختلف مسجدیں بنائیں اور بہت سے لوگوں کو اس دعوت کے عام کرنے کے لئے مقرر کیا اور ان کی ایک خاص طریقے پر تربیت کی۔ تھوڑے ہی دنوں میں ان کے [illegible] علماء ملک کے مختلف گوشوں میں پھیل گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اسلام ایک ابر کرم کے مانند پورے ملک پر چھا گیا۔ [illegible] اسلامی [illegible] مستحکم ہوئی اور تمام علاقوں میں [illegible] پھیل گئی۔ اسلام کی [illegible] پورے ملک میں [illegible] ان کا دور [illegible] اسلامی احکام و قوانین جاری ہو گئے اور عربی زبان کی حیثیت ادبی زبان کی سی ہو گئی۔ اسکی [illegible] دلیل یہ ہے کہ یہاں کی مقامی زبان وولوف بھی عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔

[illegible] کوشش کی گئی کہ ایک ایسا اسلامی معاشرہ قائم کیا جائے جو اسلامی ثقافت اور عربی زبان کے عام بنانے میں معاون و مددگار ہو۔ [illegible] سے لوگوں کو [illegible] کوشش کی۔ مگر [illegible] کام کرنے [illegible] قوم و ملک کا اتحاد [illegible] حکومت [illegible] اسلامی سرگرمی [illegible] ختم کرنے کے لئے [illegible] استعمال کرتی تھی [illegible] انہوں نے ان کی [illegible] نگرانی مقرر کر دی [illegible] تمام کوششیں [illegible] حاکم [illegible] اسلامی [illegible] حکومت کی حکمتوں کا مقابلہ کرتے رہے [illegible] دیہاتوں گھروں اور مسجدوں میں لوگوں سے ملتے خاص اور پرائیوٹ مجلسوں میں ان کے پاس جاتے انہیں طرح طرح سے سمجھا کر دعوت دیتے [illegible]

اہمیت و فضیلت بتاتے اور ضرورت کا احساس دلاتے اس طرح یہ مختلف کمیٹیاں برابر اپنا کام کرتی رہیں حتیٰ کہ ملک آزاد ہو گیا اور اسلام کو مٹانے والے خود ہی نیست و نابود ہو گئے۔

سنغال کی آزادی کے بعد ان کمیٹیوں کے سربراہوں نے [illegible] میں ڈاکار میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی جس میں حکومت کے ذمہ داروں اور مسلم نمائندوں نے حصہ لیا۔ وہیں یہ تجویز پاس ہوئی کہ ان تمام مختلف کمیٹیوں کو توڑ کر ایک مضبوط و مستحکم مرکزی کمیٹی بنائی جائے، جس کا نام [illegible] الوحدة للجمعيات الثقافية الاسلامية [illegible] بالسنغال رکھا جائے۔ اور اس کے تحت مختلف قسم کی کمیٹیاں اور سوسائٹیاں ہوں جو مرکزی کی معاون و مددگار ہوں۔ ان میں سے ہر کمیٹی کے ذمہ ایک ایک کام ہو اور ان سب کی نگرانی کرنا مرکزی کمیٹی کے ذمہ ہو۔

اس لئے اس مرکزی کمیٹی کے تحت مختلف کمیٹیاں قائم ہوئیں،

۱۔ تبلیغی کمیٹی، اس کا کام یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے اندر اسلامی تہذیب و ثقافت کی روح پھونکے، انہیں ایک بہتر مسلمان بنانے کے لئے ہر طرح کے طریقے استعمال کرے۔

۲۔ اجتماعی امور پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی ہو، اس کا کام یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کو بہتر سے بہتر طریقے پر حل کرے۔

۳۔ تنظیم و ترتیب کے لئے ایک کمیٹی ہو، اسکے ذمہ یہ کام ہے کہ وہ اسلامی قدروں کو بہتر اور انوکھے اسلوب پر پیش کرے، اور لوگوں کے اندر اسلامی تہذیب و تمدن کو پیدا کرنے کے لئے ہر ممکن ذرائع استعمال کرے۔ اسکے ساتھ اس کا کام یہ بھی ہو کہ وہ مسلمانوں کو تفرقہ و اختلاف سے بچانے اور متحد رکھنے کی کوشش کرے۔

۴۔ مالی کمیٹی، مسلمانوں کے اندر جو غریب و محتاج لوگ ہیں ان کی مدد کرنے کے لئے اس کمیٹی کو قائم کیا گیا، تاکہ ان کی پوری طرح سے مدد کیا جا سکے

۵۔ صحافتی کمیٹی، اس کا کام یہ ہے کہ وہ صحافت کو صحیح استعمال کرنے کی ترکیبیں نکالے تاکہ صحافت کے ذریعہ جو برائیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ ختم ہو جائیں اور دوسری طرف ایک [illegible]

یہ تمام کمیٹیاں مرکزی کمیٹی کے تحت کام کریں۔ اور اسکو مدد پہونچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

مرکزی کمیٹی کی بہت سی شاخیں دوسرے شہروں میں بھی کھولی گئیں، تاکہ تمام ملک میں یہ حرکت و سرگرمی پیدا ہو جائے۔ اس مرکزی کمیٹی کے ذمہ مندرجہ ذیل امور ہیں،

۱۔ سنغال کے مسلمانوں کو آپس میں متحد کرنا ان کے اندر سے بعض و عناد کو ختم کرنا۔

۲۔ ایک مالی شعبہ [illegible] جو غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرے۔

۳۔ عربی زبان کو فروغ دینا۔

۴۔ سنغالی طلبہ کو اونچی تعلیم حاصل کرنے کے لئے عربی ممالک میں بھیجنا۔

۵۔ سنغالی حکومت سے عربی زبان کو نصاب میں داخل کرنے کا مطالبہ کرنا، اور ثانوی درجات میں دینی تعلیم کو بھی نصاب میں داخل کرنے پر زور دینا۔

۶۔ مغربی افریقہ سے دینی، تہذیبی و ثقافتی تعلقات پیدا کرنا۔

اس مرکزی نے سب سے پہلا جو کام کیا وہ یہ ہے کہ اس نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ عربی زبان مدارس میں داخل کرے۔ حکومت نے اس مطالبہ پر غور کرنے کے بعد اس کو منظور کر لیا اور آجکل ابتدائی درجات عربی اختیاری مضمون سے پڑھنے کی اجازت ہے، لیکن ثانوی درجات میں عربی کمپلسری ہے اور فرانسیسی کے بعد اسی کا درجہ ہے۔ حکومت دینی تعلیم کو ثانوی درجات کے نصاب میں داخل کرنے پر راضی ہو گئی ہے اور کمیٹی سے عربی کے اساتذہ کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ کمیٹی نے جمعہ کے دن اور عید الفطر میں تمام مدارس کو بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ امید ہے کہ حکومت اس کو بھی منظور کر لے گی۔

کمیٹی ایک اخبار بھی نکالتی ہے یہ اخبار عربی و فرانسیسی دونوں زبانوں میں نکلتا ہے۔ اس طرح یہ کمیٹی مختلف طریقے سے وہاں کے مسلمانوں کے اندر دینی، تہذیبی و ثقافتی روح پیدا کرنے کی کوشش [illegible] آگے بڑھانے کے لئے ہر ممکن [illegible] ہے۔ کمیٹی نے اپنے خاص مدرسے بھی کھول دئے ہیں جہاں مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کا پورا انتظام ہے۔ اس کمیٹی کے اور بہت سے پروگرام ہیں، اگر وہ پورے اور مکمل طور پر وجود میں آ جائیں تو سنغال کے مسلمانوں کی حالت بدل جائے گی۔

اس لئے دنیا کے تمام مسلمانوں سے خواہ وہ علماء ہوں یا [illegible] ہوں یا کسی دوسرے [illegible] سے [illegible] اس کمیٹی کو کچھ تعاون دیں [illegible] تاکہ [illegible] یہ کام پروگراموں کو اچھی طرح [illegible] سکے۔

پروپرائٹر پبلشر [illegible]
[illegible]

مطالعہ کی میز پر

از: عبدالرشید ندوی

نام کتاب: تذکرہ حضرت رفاعیؒ ـــــ نام مصنف: سید مصطفیٰ رفاعی ندوی
ضخامت: ۱۹۲ صفحات قیمت: پانچ روپیہ
ناشر: شیخ اسٹور آر۔ آر مارکیٹ جی پی اسٹریٹ بنگلور ۲

پیش نظر کتاب میں چھٹی صدی ہجری کے ایک بزرگ و درویش اور سید شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہم عصر سید احمد کبیر رفاعیؒ کا تذکرہ کیا گیا ہے کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے جن میں آپ کے مختصر حالات زندگی، شب و روز کے معمولات، دینی مشغولیات، مذہبی خدمات، ذاتی اوصاف و کمالات اور اخلاق و عادات بیان کئے گئے ہیں آپ علم و درس میں بلا شبہ مرکز و مرجع بھی، واعظ و خطیب بھی تھے ذاکر و عابد بھی، شاعر و سخن ساز بھی تھے حق پرست و حق گو بھی، منصور من اللہ بھی تھے اور لوگوں میں کریم و محبوب بھی، غرض آپ ہر طرح سے ایک انسان کامل اور مرد مومن تھے آپ کی ان ہی تمام خصوصیات و اوصاف پر تھوڑے تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے ــــ

کتاب کی افادیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب کے مقدمہ، شاہ عبدالرب صاحب ندوی کے پیش لفظ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کے مکتوب گرامی سے صرف بڑھ ہی نہیں گئی بلکہ اس کے حسن میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اہل ایمان و عرفان کے لئے خصوصاً اور اہل سلسلہ کے لئے خصوصاً مفید و مسرت مند اور ایمان افروز ثابت ہوگی۔

نام کتاب: راہ عمل مصنف: پروفیسر آر کے عبداللہ
ضخامت: ۳۲ صفحات قیمت: درج نہیں
ناشر: مدینہ بکس پبلیکیشنز، مئو اعظم گڑھ

یہ ایک مختصر سا کتابچہ ہے جس میں ہندوستانی مسلمانوں کا حال اور مستقبل سنوارنے کے لئے اقوام عالم کے تجربات، اسلام کی تعلیمات اور انسانی نفسیات کی روشنی میں ایک راہ عمل متعین کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور مستقبل قریب یا بعید میں ہونے والے ایک عظیم الشان اجتماع کے لئے لوگوں کو اور خاص طور پر نوجوانوں کو بیدار کیا گیا ہے اور ماضی کے مفاخرات پر فخر کرنے کے بجائے اپنے حال کو شاندار بنا کر اس پر فخر کرنے کی اپیل کی گئی ہے [illegible] "پدرم سلطان بود" کہنے کے بجائے اور آلام و مصائب، ظلم و زیادتی پر [illegible] کے بجائے خود اپنی پوزیشن مضبوط کرنے اور اپنے مقام بلند کرنے اور حالات [illegible] کی گئی ہے ــــ

ہونے والے اجتماع کے بارے میں یہ بتایا گیا ہے اس کے ذریعہ [illegible] جائے گی اور نہ کسی امامت کی شہرت قبول کی جائے گی۔ اس اجتماع میں صرف وزر و لیڈرشپ نہیں پاس کئے جائیں گے بلکہ اس پر اسی روز سے عمل کر کے دکھایا جائیگا اور ایک ایسی جماعت تیار کی جائے گی جو اسلامی تعلیمات کا جیتا جاگتا نمونہ ہوگی تاکہ غیر اسلام کو صرف پڑھ کر نہیں بلکہ دیکھ کر سمجھ سکیں اور پھر اپنے مستقبل و آخرت کا فیصلہ کریں۔ یہ ہم اول تو اگر یہ ملک گیر یا صوبہ گیر نہ ہو سکے گی لیکن تدریجاً یہ بڑھتی اور پھیلتی جائے گی کیونکہ آج اگر ضرورت ہے تو صرف ایک مثال ایک نمونہ کی اسی میں اسلام کی سطوت و عظمت اور [illegible] کے عالمگیر ہونے کا راز نہاں ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہیے کہ یہ امت انہی ساحلوں پر پہنچ کر کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتی ہے جن ساحلوں پر پہنچ کر ہمارے اسلاف کامیاب و کامران ہوئے اور تاریخ عالم پر ہمیشہ کے لئے اپنی عظمت و برتری کے نقوش ثبت کر گئے۔ [illegible]

نام کتاب: اسلام اور اسکا آئین حکومت ـ مصنف: غلام محمد صاحب
ضخامت: ۱۲۴ صفحات قیمت: ۲/۵۰

ناشر: مسیح گرافس ڈاک خانہ جامعہ نگر نئی دہلی

یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے پہلے باب میں اسلام کے نظریہ جمہوریت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آجکل کی موجودہ جمہوریت اور اسلامی جمہوریت میں کیا فرق ہے اور اسلامی جمہوریت ہی کیوں ہر نظریہ جمہوریت سے بہتر اصلاح اور انسانیت کی بقاء کا ضامن ہے۔

دوسرا باب "عدل و مساوات" ہے جس میں عدل و مساوات کے حقیقی معنی متعین کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ موجودہ دور میں کس طرح عدل و مساوات کا نعرہ بلند کر کے عوام کی ہمدردیاں اور تعاون حاصل کیا جاتا ہے اور پھر کس طرح در پردہ عدل و مساوات کا جنازہ نکالا جاتا ہے، نیز یہ کہ عدل و مساوات کی جتنی بہترین مثال اور نمونہ اسلام نے پیش کیا ہے ایسا نمونہ آج تک کوئی بھی نہیں پیش کر سکا۔

تیسرا باب "ایفائے عہد" ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ایفائے عہد اسلام میں مطلوب و محمود ہے عہد جب کسی سے بھی کیا جائے اسے ہر قیمت پر پورا کرنا چاہئے خواہ یہ عہد اللہ اور اس کے رسولؐ کا ہو، کسی عزیز یا رشتہ دار کا ہو یا کسی ذمی اور کافر کا ہو۔ جو شخص بھی کسی سے بدعہدی کریگا وہ عنداللہ جوابدہ ہوگا ــــ

چوتھے باب "اطاعت" میں بتایا گیا ہے کہ اب جب کہ مسلمان احکام الٰہی کی اطاعت کا اور ان پر عمل کرنے کا عہد کر چکے ہیں تو انھیں چاہئے کہ وہ اپنے عہد و سچائی اور دیانت داری سے پورا کریں، کیونکہ "اسلام" کے معنی ہی اطاعت و انقیاد کے ہیں اس لئے جس شخص نے بھی اسلام قبول کیا گویا کہ اس نے اسلام کے ہر حکم کے ماننے کا عہد کر لیا اس لئے اسے اب چاہئے کہ نہایت پابندی اور امانت و دیانت سے تمام احکامات کی تعمیل کرے۔

پانچواں باب "عزل" ہے جس میں مصنف نے بتایا ہے کہ اسلامی حکومت میں ایسا نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص صدر یا کسی اور عہدے کے لئے منتخب کیا گیا ہے تو ایک مدت مقررہ تک اسے کوئی بھی ہٹا سکتا نہ حکومت نہ عوام خواہ وہ کچھ بھی کرے۔ مدت متعینہ کے بعد دوسرا انتخاب عمل میں آئے گا اور پہلے کی طرح یہ بھی وقت مقررہ ہی پر اپنے عہدہ سے علیحدہ ہوگا ـــ بلکہ اسلامی حکومت میں جو عہدے دار منتخب ہوگا اس کی کوئی مدت مقرر نہ ہوگی بلکہ جب تک وہ [illegible] اور اگر وہ اسلامی احکامات کی خلاف [illegible] نہیں ہے وہ اپنے آپ کو معزول تصور کرے [illegible] ہٹا سکتا ہے۔

چھٹا باب "استقرار و تمکین" ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حق باطل پر، نور ظلمت پر، اور ایمان کفر پر ہمیشہ غالب ہوتا آیا ہے جس کا کافر سے کافر شخص بھی انکار نہیں کر سکتا اسکی شہادت تاریخ بھی دیتی ہے اور قرآن و حدیث بھی۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ اقوام عالم کے تجربوں سے فائدہ اٹھائے اور قرآن کی روشنی میں اپنی زندگی کی راہ متعین کرے یہ اسی میں اس کی کامیابی و کامرانی کا راز مضمر ہے۔

ندوہ میں جلسۂ تعزیت

[illegible]

بقیہ ص ۱۲

[illegible] آپ کو بیت پوچھنے ... کہ قرآن ... کے لئے نہیں آئے ہو آج کل
انگلستان ... سیاست اور اہل دیانت کا ادبار ... رہا ہے جب سے انہوں نے گذشتہ وزارت (سعودی) اور
بالخصوص ... کے خلاف اپنی جیل کی داستان ... اس وقت سے وہ
مرحوم خلافتی بنے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے بہت کم لوگوں کو معاف کیا ہے۔ عبدالرحمن عزام پاشا،
مفتی امین الحسینی سب کی خبر لے ڈالی ہے ... دے دیا۔ ... کہا کہ اب رجال
حدیث کے نقد و جرح کا دور تو ختم ہوا، یہ سیاست کا دور ہے، اس لئے آپ نے اسماء الرجال کی نئی کتاب
لکھی ہے، اور اس میں پوری طرح رجال سیاست کی جرح و تنقید کا فرض انجام دیا ہے۔ اپنی کتاب ذکر کی
... شکیب ارسلان ... جو بڑی ضخیم کتاب ہے۔ نیز بعض اور تالیفات جدید بھی۔

آپ کا خط آنے کے تیسرے روز ... کو خط لکھا ہوا تو ... ہوگا،
[illegible]

[illegible]

(۴) از قاہرہ ۔۔۔ ۱۴ شعبان المعظم [illegible]

[illegible]

آپ کا ۔ علی

کی تحریر ... کی ... کوششوں کا مختصر تعارف ... ہے ...
کے لئے ... آپ ... رسائل ... ہیں۔

[illegible]

آپ نے کی تھی ... تو فیقاً و فقاً ... کے ... حال ... ہے۔

"فرصتی ... نگشت"

[illegible]

آپ کا ۔ علی

[illegible]

مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی کے خطوط ــــــ مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم کے نام!

علی میاں (مولانا السید ابوالحسن علی حسنی ندوی) کے چند خطوط [illegible]

[illegible]

(مسعود عالم ندوی)

---

(۱) [illegible] ــــــ [illegible] شوال المکرم [illegible]

[illegible]

آپ کا [illegible]

[illegible]

آپ کا علی

---

(۲) [illegible] ــــــ [illegible] ربیع الاول [illegible]

السلام علیکم و رحمۃ اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

(م۔ ع۔ ندوی)

Regd. No. L 1981 FORTNIGHTLY Phone: 22948

TAMEER-E-HAYAT

Daruluioom Nadwatululama. Lucknow (India)

ممتاز تعلیم یافتہ نوجوان یہ سمجھنے لگے کہ دین ایک قصہ ماضی نہیں ہے بلکہ ایک ابدی پیغام اور زندگی کا نظام ہے

[illegible]

محمد عربی کآبروے ہر دو سرا ست — کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

اس ابتدائی کام کی ابھی یہاں اچھی خاصی ضرورت ہے، الحمد للہ کہ یہ کوشش رائیگاں نہیں رہی اور خاصے ممتاز تعلیم یافتہ نوجوان یہ سمجھنے لگے کہ دین ایک قصہ ماضی نہیں ہے بلکہ ایک ابدی پیغام اور زندگی کا نظام ہے۔ اس مرحلہ پر مولانا کی کتابوں کے ترجمہ خصوصاً [illegible]

[illegible]